بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳۳ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

الفضل قادیان

خطبہ نمبر ۲۷

یوم جمعہ

جلد ۳۲ | ۷ ماہ وفا ۱۳۲۳ہش | ۱۵ رجب ۱۳۶۳ھ | ۷ جولائی ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۵۷

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۵ ماہ وفا - آج سات بجے شام بذریعہ فون یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہی حضور نے حسب معمول آج بھی درس دیا۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی اچھی ہے الحمد للہ۔ حضور کے تمام خدام اور اہل بیت خیریت سے ہیں

قادیان ۵ ماہ وفا حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

آج صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ڈلہوزی تشریف لے گئے۔

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ میں خیر و عافیت ہے۔

آج بعد نماز عصر ڈاکٹر ہارون الرشید صاحب ابن مکرم سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کا نکاح ریاض النور بنت شیخ رشید احمد صاحب سے بعوض مبلغ دو ہزار روپیہ مہر حضرت مولوی شیر علی صاحب نے پڑھا - خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

خطبہ جمعہ

ازحضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۳ ماہ احسان ۱۳۲۳ہش مطابق ۲۳ جون ۱۹۴۴ء

مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر

ہر احمدی نوجوان کا خدام الاحمدیہ میں شامل ہونا لازمی ہے

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

اللہ تعالیٰ کے قانون میں

ہمیں یہ بات نظر آتی ہے۔ کہ جو چیزیں اپنی ضرورت کے زمانہ تک چلتی چلی جاتی ہیں ان میں تناسل کا سلسلہ جاری نہیں ہوتا۔ مثلاً سورج ہے۔ جب تک سورج چلے گا۔ یہ دنیا بھی اس کے ساتھ چلے گی جب سورج فنا ہو جائے گا۔ تو اس کے ارد گرد کے جو کُرّے ہیں۔ وہ بھی فنا ہو جائیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے سورج کے لئے تناسل کا سلسلہ جاری نہیں کیا۔ تناسل کا سلسلہ جاری کرنے کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ اس چیز کا قائم مقام پیدا ہو۔ اور سورج کے قائم مقام کی چونکہ ضرورت نہیں۔ اس نے اپنے مقصد تک اپنے آپ کو لے جانا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے سلسلۂ تناسل جاری نہیں کیا۔ جب وہ فنا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح کا اور سورج پیدا کر دے گا۔ اسی سورج میں سے اور سورج نکالنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح پہاڑ ہیں۔ جو پہاڑ اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں۔ وہی چلے جاتے ہیں۔ کبھی کوئی یہ نہیں کہتا۔ کہ آج ہمالیہ نے بچہ دیا ہے۔ یا آج ہمالیہ مر گیا۔ آج فلاں چٹان نے بچہ دیا۔ یا آج فلاں چٹان مر گئی۔ آج لوہا دنیا میں مر گیا۔ یا آج لوہے کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ اس لئے کہ جب تک لوہے کی ضرورت ہے۔ وہی لوہا دنیا میں کام آتا رہے گا۔ اس لئے ان چیزوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ تناسل جاری نہیں کیا۔ مگر وہ چیزیں جو اپنے قومی مقصد و مدعا کے حصول سے پہلے ختم ہو جاتی ہیں۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے

تناسل کا سلسلہ

جاری کیا ہے۔ جب تک دنیا ہے۔ اور انسان اس میں آباد ہیں۔ سواری اور بوجھ اٹھانے کے لئے گھوڑوں کی ضرورت ہے۔ خچروں اور گدھوں کی ضرورت ہے۔ مگر یہ چیزیں مرتی ہیں۔ گھوڑے مر جاتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اور گھوڑے پیدا کر دیتا ہے۔ خچریں مرتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اور خچریں پیدا کر دیتا ہے۔ گدھے مرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اور گدھے پیدا کر دیتا ہے۔ ان کے لئے سلسلہ تناسل جاری ہے۔ یہی حال انسان کا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ وہ مقصد کسی خاص انسان کے ساتھ وابستہ نہیں۔ کوئی ایک انسان نہیں۔ جس کے ساتھ انسانی پیدائش کی غرض پوری ہو جاتی ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے

انسانی پیدائش کا ایک لمبا سلسلہ

جاری کیا ہے۔ تا جب تک اس مقصد کی تکمیل کا وقت آئے۔ انسان دنیا میں موجود ہو۔ اور خدا تعالیٰ سے ملنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر چونکہ انسان مرتے ہیں۔ اس لئے ان میں سلسلہ تناسل جاری کیا گیا ہے۔ ایک انسان مرتا ہے۔ تو اس کے پیچھے دو تین چار پانچ یا کم و بیش بچے اس کے قائم مقام موجود ہوتے ہیں۔ نوجہانتک جسمانیات کا تعلق ہے۔ انسان میں تناسل کا سلسلہ موجود ہے۔

اس کے مقابلہ میں

رُوحانی حالت

ہے۔ اس کے لئے بھی تناسل کا سلسلہ ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک تناسل کا سلسلہ جاری نہ ہو۔ ایک نسل کے بعد پھر کفر و بدعت دنیا میں پھیل جائے۔ جس طرح جسمانی لحاظ سے سلسلۂ تناسل ضروری ہے۔ اسی طرح روحانی لحاظ سے بھی ضروری ہے۔ جس طرح جسمانی نسل چلانے کیلئے مرد و عورت باہم ملتے ہیں۔ اور بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح

روحانی نسل کیلئے

مامور اور مرید یا معلم اور متعلم کا ملنا ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نبی آتا ہے۔ اور اس کی امت کے لوگ اس کے ساتھ ملتے ہیں۔ اس کے حسن کو اپنے دلوں پر نقش کر لیتے ہیں۔ اور اس کی تعلیمات کو سیکھتے ہیں۔ اور جس طرح جب ایک انسان فوت ہوتا ہے۔ تو اس کا حسن اس کے بعد بھی اس کی اولاد میں موجود ہوتا ہے۔ نبی اور مامور کے بعد اس کے متبعین میں اس کا حسن منتقل ہو جاتا ہے۔ جس طرح ایک انسان کی وفات کے بعد اس کی جسمانیت اس کی اولاد میں منتقل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نبی اور مامور کی وفات کے بعد اس کا نور اور اس کی روحانیت اس کے متبعین میں منتقل ہو جاتی ہے۔ اگر اس کی اولاد ایسی نہیں۔ جو رجولیت سے محروم ہو۔ تو وہ پھر آگے ایسے لوگ جنتی ہے۔ جن میں ان کا اثر موجود ہوتا ہے۔ اور پھر وہ آگے اس سلسلہ کو چلاتے جاتے ہیں۔ حتٰے کہ وہ زمانہ آ جاتا ہے۔ جب روحانی نسل روحانی طور پر بانجھ اور نامرد پیدا ہوتی ہے۔ اور نسل بند ہو جاتی ہے۔ مگر چونکہ جسمانی نسل بند نہیں ہوتی۔ اور سلسلہ تناسل جاری ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ

ایک نیا روحانی آدم

پیدا کرتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا اس نئے آدم کے پیدا کئے جانے سے پچھلی امت کی ذمہ داریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ ہرگز نہیں وہ یہ نہیں کہہ سکتی۔ کہ نیا آدم جو پیدا ہو گیا۔ اس لئے ہماری ذمہ داری ختم ہو گئی۔ خدا تعالےٰ ان سے کہے گا کہ اگر میں نے نیا آدم پیدا کیا۔ تو اس لئے کہ تمہاری وجہ سے روحانی سلسلہ بند ہو گیا۔ اور اس سلسلہ کو بند کرنے کی وجہ سے وہ خدا تعالےٰ کی لعنت کے نیچے آ جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی کے بچہ کو مار دے اور کہے کہ کیا ہوا مار دیا۔ ماں باپ ابھی زندہ ہیں۔ اور بچہ پیدا کر سکتے ہیں۔ تو کیا اس کے ماں باپ اس کو چھوڑ دیں گے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو یہ جواب دے گا۔ کہ میں نے نیا آدم تو اس مجبوری کی وجہ سے پیدا کیا۔ کہ پہلا سلسلہ تم نے بند کر دیا۔ اگر تم اسے جاری رکھتے۔ تو نیا آدم پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ تو روحانی نسل کا جاری رکھنا، بلکہ آئندہ نسل کو پہلی سے بہتر بنانے کی کوشش کرنا نہایت ضروری ہے۔ انگریزوں کی خواہ کوئی کتنی بُرائی کرے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ یہ لوگ اپنے ملک میں بھی اور یہاں بھی ہمیشہ

بیج کو بہتر بنانے کی کوشش

کرتے رہتے ہیں۔ اور ہمیشہ کوشش کرتے رہتے ہیں۔ کہ بیج پہلے سے اچھے ہوں۔ ہندوستان میں پہلے گندم بہت ادنےٰ قسم کی ہوتی تھی۔ دانے بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے۔ اور جھاڑ بھی بہت کم ہوتا تھا بیشک ایک قسم کی گندم یہاں ہوتی تھی۔ جسے وڈ انک کہتے تھے۔ اس کا دانہ بے شک موٹا ہوتا تھا۔ مگر اسے بونا اور پرورش کرنا بہت مشکل تھا۔ عام طور پر جو گندم یہاں ہوتی تھی۔ اس کے دانے چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے۔ مگر انگریزوں نے بیجوں کو ترقی دے دے کر کئی قسم کی اعلےٰ درجہ کی گندم پیدا کر دی ہے۔ کوئی ۵۱۸ ہے کوئی ۵۹۱ وغیرہ وغیرہ ہے۔ اور اس طرح بڑھاتے بڑھاتے کئی قسمیں گندم کی پیدا کر لی ہیں۔ جن کا دانہ بھی اچھا ہوتا ہے اور جھاڑ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح کپاس کا حال ہے۔ اس کے بیج کو بھی ترقی دے کر ایسی اقسام پیدا کر لی ہیں۔ کہ دیسی روئی سے بہت اعلےٰ روئی پیدا ہونے لگی ہے۔ جس کے ریشے بھی لمبے ہوتے ہیں۔ قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ دیسی روئی اگر بارہ روپے من بکتی ہے۔ تو وہ ۲۲ روپے من بکتی ہے۔ جھاڑ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ کپڑا بھی اس سے عمدہ اور نرم تیار ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ جس قوم کو پیدا کرتا ہے۔ اس کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ صرف یہ نہ دیکھے۔ کہ وہ ایمان لے آئی ہے۔ بلکہ یہ بھی دیکھے۔ کہ اس کی

آئندہ نسل پہلی نسل سے اچھی

ہو۔ اگر پہلے لوگ آدھ گھنٹہ تہجد پڑھتے ہیں۔ تو اگلی نسل کے لوگ ایک گھنٹہ پڑھنے والے ہوں۔ ایک اگر نماز کو اس طرح پڑھتی ہے۔ کہ پانچ نمبر ملتے ہیں۔ تو اگلی نسل ایسی ہونی چاہیئے۔ کہ جو سات آٹھ نمبر حاصل کرنے والی ہو۔ پہلی نسل کی نسبت دوسری نسل عرفان میں زیادہ ہو۔ اگر اس بات کا خیال رکھا جائے۔ تو دنیا میں ہدایت پھیل سکتی ہے۔ ورنہ اگر یہ نہ ہو۔ تو قوم کا روحانی فیض بند ہو جائے گا۔ بچپن میں ہمیں کئی دفعہ لدھیانہ آنا جانا پڑتا تھا۔ وہاں ایک دریا ہے جسے بڈھا دریا کہتے ہیں۔ اس کا پانی بہت کم ہے۔ اور وہ ریت میں ہی جذب ہو جاتا ہے۔ اس طرح جو قوم اپنی آئندہ نسل کی روحانی ترقی کا خیال نہیں رکھتی۔ اس کا روحانی فیض بند ہو جاتا ہے۔

اسی غرض کے لئے میں نے

خدام الاحمدیہ کا قیام

کیا تھا۔ بڑوں کا فرض ہے کہ نوجوانوں کی اصلاح کریں۔ مگر میں نے خدام الاحمدیہ کی تحریک اس لئے جاری کی۔ کہ اگر بڑے نوجوانوں کی اصلاح کے کام میں سستی کریں تو نوجوان خود اس کی کوشش کریں۔ پہلے یہ صرف قادیان کے لئے ہی تھی۔ پھر قادیان میں اسے لازمی کر دیا گیا۔ اور باہر کی جماعتوں میں جو عہدیدار چالیس سال سے کم عمر کے ہوں۔ ان کے لئے خدام الاحمدیہ کا ممبر ہونا ضروری قرار دیدیا گیا۔ اب تک یہ صرف تجربہ ہی تھا اب اسے مستقل کیا جا رہا ہے۔ اور میں یہ قاعدہ بنانے والا ہوں۔ کہ ہندوستان میں جہاں جہاں بھی جماعت ہے۔ وہاں کے نوجوانوں کے لئے جو پندرہ سال سے زیادہ اور چالیس سال سے کم عمر کے ہوں

مجلس خدام الاحمدیہ کا ممبر ہونا لازمی ہوگا

اور ضروری ہوگا۔ کہ وہ اس میں شامل ہوں اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکز یہ قریب زمانہ میں اس کا اعلان کرنے والی ہے۔ اور ابھی خطبہ کے ذریعہ میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جو نوجوان اس میں شامل نہ ہوگا۔ یہ سمجھا جائے گا۔ کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے آمادہ نہیں۔ اور وہ اپنی زبان سے اپنے آپ کو

قومی غدار

قرار دیتا ہے، اور ہر وہ ماں باپ جو اپنے بچوں کو اس میں شامل کرنے میں حصہ نہ لیں گے۔ سمجھا جائے گا۔ کہ وہ اپنے بچوں کو سچا مسلمان بنانے کی خواہش نہیں رکھتے اور ہر وہ جماعت جو اس تحریک کو کامیاب بنانے میں حصہ نہ لے گی۔ اور اپنے نوجوانوں کو اس میں شامل ہونے پر مجبور نہ کرے گی۔ سمجھا جائے گا۔ کہ وہ اپنا فرض ادا نہیں کر رہی۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔

قومی زندگی کے لئے

یہ امر نہایت ضروری ہے۔ کہ قوم کے نوجوان پہلے سے بہتر ہوں۔ پس اس کے لئے میں خدام کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ نوجوانوں میں ذکر الٰہی۔ نمازوں کو پابندی اور عمدگی کے ساتھ ادا کرنے اور تہجد پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ مجھے افسوس ہے کہ

ابھی تک خدام میں

یہ باتیں پوری طرح نظر نہیں آتیں۔ نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک میں جو مجلس ہوتی ہے اس میں بعض دفعہ کوئی ایسا بھی سوال کر دیتا ہے، جو عقل کے خلاف ہوتا ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ کہ اس پر نوجوان ہنس پڑتے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا ہے۔ کہ کھٹ کھٹ کی وجہ سے وہ نماز خراب کرنے لگ جاتے ہیں۔ ابھی میں سنتیں ہی پڑھ رہا ہوتا ہوں۔ کہ وہ پیچھے سے اوپر آنے لگ جاتے ہیں۔ اور اس طرح نماز خراب کرتے ہیں۔ اور ان کو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ اس طرح شور کر کے نماز خراب نہ کریں۔

تنظیم کے معنے

یہ ہوتے ہیں۔ کہ تعلیم دی جائے۔ اور نوجوانوں کو سمجھانا چاہیئے۔ کہ نماز بہت ضروری چیز ہے۔ اسے وقار کے ساتھ اور عمدگی کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ ہم ابھی ایک رکعت سنتوں کی بھی پوری نہیں کرنے پاتے۔ کہ وہ نماز ختم کر کے اوپر آنے لگ جاتے ہیں۔ گویا ایک رکعت ختم کرنے سے بھی پہلے وہ دونوں رکعت سنت ادا کر لیتے ہیں۔ اور نماز فرض کی جو رکعتیں ان کی باقی ہوتی ہیں وہ بھی پوری کر لیتے ہیں۔ نیچے عام طور پر وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جو بعد میں آ کر جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ اور جب تک میں آدھی سنتیں ادا کرتا ہوں۔ وہ ساری نماز ختم کر کے اوپر آنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور دوسروں کے آدھی نماز ادا کرنے تک وہ سنتیں بھی ادا کر لیتے ہیں۔ اور فرض بھی پورے کر لیتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ وہ آگے جگہ حاصل کر سکیں۔ وہ نہ صرف اپنی نماز کو وقار اور عمدگی کے ساتھ ادا نہیں کرتے۔ بلکہ دوسروں کی نماز بھی خراب کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر وہ قریب جگہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کے لئے انہیں پہلے آنا چاہیئے۔ نماز کو ہمیشہ آہستگی اور وقار کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے۔ اسی طرح

ذکر الٰہی

ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ہر نماز کے بعد ۳۳ دفعہ تسبیح ۳۳ دفعہ تحمید اور ۳۴ دفعہ تکبیر کہنی چاہیئے۔ اور جو لوگ نیچے سے اتنی جلدی اوپر چڑھنے لگتے ہیں۔ وہ یہ ذکر بھی نہیں کرتے ہونگے۔ گویا ایک تو وہ جلدی جلدی نماز ادا کرتے ہیں۔ اور دوسرے ذکر الٰہی بھی نہیں کرتے۔ اور جو لوگ مجلس میں تو آتے ہیں۔ مگر عمل نہیں کرتے۔ ان کے آنے کا کیا فائدہ۔ کچھ مدت ہوئی ایک خطبہ میں نمازوں کو اچھی طرح ادا کرنے کی طرف میں نے توجہ دلائی تھی۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ دو آدمی جو کسی گاؤں کے رہنے والے معلوم ہوتے تھے۔ نماز کو بہت اچھی طرح ادا کر رہے تھے مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی۔ کہ گاؤں کے رہنے والے بھی خاص

آہستگی اور عمدگی سے نماز پڑھ رہے ہیں۔ گاؤں کے لوگ تو سنگر عمل کرنے لگے مگر کس قدر افسوس ہے۔ کہ

قادیان کے نوجوان

اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور نماز جلدی جلدی ختم کرکے دوڑتے ہوئے اوپر آنے لگتے ہیں۔ اور کھٹا کھٹ کے شور سے دوسروں کی نماز بھی خراب کرتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ مجلس میں اچھی جگہ مل سکے۔ حالانکہ اگر ان کی یہ خواہش ہے۔ تو انہیں چاہیئے کہ پہلے آئیں۔ ایک تو پیچھے آنا۔ پھر جلدی جلدی نماز ختم کرنا۔ ذکر الٰہی نہ کرنا۔ اور دوسروں کی نماز بھی خراب کرنا۔ یہ سب روحانیت کو مارنے والی باتیں ہیں۔ پھر تہجد کی عادت بھی نوجوانوں میں بہت کم ہے۔

خدام کا فرض

ہے۔ کہ کوشش کریں۔ اسو فی صدی نوجوان نماز تہجد کے عادی ہوں۔ یہ ان کا اصل کام ہوگا۔ جس سے سمجھا جائے گا۔ کہ دینی روح ہمارے نوجوانوں میں پیدا ہوگئی ہے قرآن کریم نے تہجد کے بارے میں اشدّ وطأً فرمایا ہے۔ یعنی یہ نفس کو مارنے کا بڑا کارگر حربہ ہے۔ پس خدام الاحمدیہ کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ کتنے نوجوان باقاعدہ تہجد گزار ہیں۔ اور کتنے بے قاعدہ ہیں بلقاعدہ تہجد گزار وہ سمجھے جائیں۔ جو سو فی صدی تہجد ادا کریں۔ سوائے اس کے کہ کبھی بیمار ہوں۔ یا رات کو کسی وجہ سے دیر سے سوئیں یا سفر سے واپس آئے ہوں۔ اور صبح اٹھ نہ سکیں۔ اور بے قاعدہ وہ سمجھے جائیں۔ جو ہفتہ میں ایک دو دفعہ ہی ادا کریں۔

باقاعدہ تہجد پڑھنے کا مطلب

یہ ہے۔ کہ سو فی صدی تہجد گزار ہوں۔ الّا ماشاء اللہ سوائے ایسی کسی صورت کے کہ وہ مجبوری کی وجہ سے ادا نہ کر سکیں۔ اور خدا تعالےٰ کے حضور ایسے معذور ہوں کہ اگر فرض نماز بھی جماعت کے ساتھ ادا نہ کر سکیں۔ تو قابل معافی ہوں۔ اگر یہ بات ہمارے نوجوانوں میں پیدا ہو جائے۔ تو ان میں ایسا ملکہ پیدا ہو جائے گا۔ کہ وہ دین کی باتوں کو سیکھ سکیں گے۔ اور اگر یہ نہیں تو باقی صرف شق ہی رہ جاتی ہے جو انگریز جرمن اور امریکن بھی کرتے ہیں۔ بلکہ وہ ہمارے نوجوانوں کی نسبت زیادہ کرتے ہیں۔

اسی طرح

دیانت۔ محنت اور مشقت

برداشت کرنے کی عادت بھی ہمارے نوجوانوں میں ہونی چاہیئے۔ ہمارے ملک میں مشقت برداشت کرنے کی عادت بہت کم ہے۔ جہاں کوئی ایسا کام پیش آیا۔ جس میں محنت اور مشقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو فوراً دل چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ ہمیں سب سے زیادہ محنت اور مشقت برداشت کرنے کی عادت کی ضرورت ہے۔ میں نے بار بار توجہ دلائی ہے۔ کہ دنیا میں ہماری نسبت چار ہزار کے مقابل میں ایک کی ہے۔ اور جب تک ہم دوسروں کی نسبت چار ہزار گنا زیادہ کام نہ کریں۔ کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں۔ مثل مشہور ہے۔ کہ جتنا گڑ ڈالا جائے۔ اتنا ہی میٹھا ہوگا۔ پس جتنی محنت ہم کریں گے۔ اتنی ہی کامیابی کی امید کی جا سکتی ہے۔ جب ہمارا مقابلہ ایسے لوگوں سے ہے۔ جو ہم سے چار ہزار گنا ہیں۔ تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کوشش کرے کہ اس کا کام دقت۔ شوق۔ نیک نیتی قربانی اور اخلاص کے لحاظ سے ایسا ہو۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کے حضور

چار ہزار افراد کے کام کے برابر

شمار ہو سکے۔ تب ہم امید کر سکتے ہیں۔ کہ ہم دنیا پر غالب ہوں گے۔ کیونکہ گو ہم تعداد میں کم ہوں گے۔ مگر قربانی میں چار ہزار کے برابر ہوں گے۔

مولوی محمد علی صاحب کو مُباہلہ کی دعوت

اس کے بعد میں ایک اور مضمون کے بارہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ حال میں مولوی محمد علی صاحب نے ایک مضمون لکھا ہے۔ جس میں بہت سی گالیاں دی ہیں۔ ان گالیوں کے متعلق تو میں کچھ نہیں کہوں گا برتن کے اندر جو کچھ ہوتا ہے۔ وہی باہر آتا ہے۔ مگر ایک بات ایسی ہے۔ جس کا جواب دینے سے میں باز نہیں رہ سکتا۔ ان کی طرف سے بار بار ہم پر یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ اور اس مضمون میں بھی اس الزام کو دہرایا گیا ہے۔ کہ ہم کلمہ طیبہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا اتہام ہے۔ کہ میں نہیں سمجھ سکتا۔ اس سے بڑا جھوٹ بھی کوئی بول سکتا ہے۔ وہ قوم جو کلمہ طیبہ کی خدمت کو

اپنی زندگی کا مقصد

سمجھتی ہو۔ اس پر یہ الزام لگانا۔ کہ وہ اسے منسوخ قرار دیتی ہے۔ اتنا بڑا ظلم ہے۔ اور اتنی بڑی دشمنی ہے۔ کہ ہماری اولادوں کو قتل کر دینا بھی اس سے کم دشمنی ہے۔ ہماری اولادوں کو قتل کر دینا اتنی بڑی دشمنی نہیں۔ جتنا یہ کہنا کہ ہم لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کے منکر ہیں۔ اور ایسا جھوٹ بولنے والے کے دل میں خدا تعالےٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جس کے دل میں

خدا اور رسول کی محبت

ہو۔ وہ ایسا جھوٹ کبھی نہیں بول سکتا۔ یہ ہم پر اتنا بڑا الزام ہے۔ کہ ہمارے کسی بڑے سے بڑے مگر شریف دشمن سے بھی پوچھا جائے۔ تو وہ یہ کہے گا۔ کہ یہ جھوٹ ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اب فیصلہ کا

صرف ایک ہی ذریعہ

ہے۔ اگر مولوی صاحب میں تخم دیانت باقی ہے۔ تو وہ اور ان کی جماعت ہمارے ساتھ اس بارہ میں

مُباہلہ کریں

کہ آیا ہم کلمہ طیبہ کے منکر ہیں۔ اور اگر ان کی جماعت اس بارہ میں ان کا ساتھ دینے کو تیار نہ ہو۔ تو وہ اپنے آپ کو اور اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لے کر میرے ساتھ مباہلہ کریں۔ میں بھی اپنی جماعت کے ساتھ مُباہلہ کروں گا۔ اور اگر ان کی جماعت ان کا ساتھ نہ دے اور وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ مُباہلہ کریں تو میں بھی اپنے بیوی بچوں کے ساتھ مباہلہ کرونگا۔ وہ بھی یہ اعلان کریں۔ کہ اے خدا جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ اور جو دلوں کی باریکیوں کو بھی جانتا ہے۔ میں تیری قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا محمود احمد اور اس کی جماعت کلمہ شہادت کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ اور اگر میں اس دعوے میں جھوٹا ہوں۔ تو مجھ پر اور میری اولاد پر عبرت ناک عذاب نازل کر۔ اور میں بھی یہ اعلان کروں گا۔ کہ اے خدا جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ جو ہمارا خالق اور مالک ہے۔ اور جو دلوں کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔ اگر ہم اس اظہار میں منافقت سے کام لے رہے ہیں۔ کہ لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ صلعم پر ہمارا کامل ایمان ہے۔ اور اُسے ہم نجات کا ذریعہ یقین کرتے ہیں۔ تو ہمیں ایسے عذاب میں مبتلا کر کہ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے۔ تو نے کسی پر ویسا عذاب نازل نہ کیا ہو۔ پس اگر مولوی صاحب میں

تخم دیانت

باقی ہے۔ تو وہ اس طریق فیصلہ کو منظور کریں لیکن اگر وہ ایسا نہ کریں۔ اور اس کے باوجود اس جھوٹ پر قائم رہیں۔ تو وہ یقیناً

اللہ تعالےٰ کی گرفت

سے بچ نہ سکیں گے۔ اور ممکن ہے۔ اس کی سزا میں اللہ تعالےٰ ان کو اور ان کے ساتھیوں کو ظاہر طور پر بھی کسی ایسی بے ایمانی میں مبتلا کر دے۔ جو لوگوں کے لئے عبرت کا موجب ہو۔ یا اگر اب نہیں تو آئندہ خدا تعالےٰ یہ ظاہر کر دے۔ کہ ان کی جماعت میں ایمان نہیں۔

پس اگر مولوی صاحب میں تخم دیانت باقی ہے۔ تو وہ اپنی جماعت کے ساتھ

مُباہلہ کے لئے نکلیں

اور اگر ان کی جماعت ان کا ساتھ دینے کو تیار نہ ہو۔ تو اپنے خاندان کو ساتھ لے کر نکلیں۔ اور میرے خاندان کے ساتھ مباہلہ کریں۔ ہم قسم کھائیں گے۔ کہ ہمیں کلمہ پر پُورا پُورا ایمان ہے۔ اور ہمارے نزدیک اس پر ایمان کے بغیر کسی کی نجات نہیں ہو سکتی۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے کسی کو بخش دے۔ ہم خدا تعالےٰ کے فضل کی حد بندی نہیں کر سکتے۔ ہم جو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی کہتے ہیں۔ تو اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مظہر اور آپ کا بروز بن گئے۔ اور ایسا قرب حاصل کیا۔ کہ

محمدیت کی چادر

اللہ تعالےٰ نے آپ کو پہنا دی۔ یہ گویا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی نبوت ہے جو ہم آپ میں دیکھتے ہیں۔ ورنہ نئی نبوت کا دعویدار ہمارے نزدیک کافر اور دجال ہے۔ ایسا ہی شخص نبی ہو سکتا ہے۔ جس پر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی چادر ڈال دی گئی۔ ہاں ہم نبوت کی چادر کو نبوت ہی کہیں گے۔ اگرچہ بروزی طور پر ہی نور نبوت حاصل ہوا ہو۔ اس کے بغیر ہم کسی نبوت کو نہیں مانتے۔ پس مولوی محمد علی صاحب کو چاہیئے۔ کہ اس طریق پر فیصلہ کر لیں۔ اگر ان میں ہمت ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ الزام صحیح ہے۔ تو ان کے لئے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اور انہیں چاہیئے۔ کہ سامنے آئیں۔ اور اپنی جماعت کو ساتھ لائیں۔ یا اگر وہ شامل نہ ہو۔ تو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ آئیں۔ اور اس طرح اس الزام کا فیصلہ کر لیں۔ وہ بھی اپنی جماعت کے ساتھ یا اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اس الزام کے جھوٹا ہونے کی صورت میں اللہ تعالےٰ کا عذاب طلب کریں۔ اور میں بھی اس الزام کے صحیح ہونے کی صورت میں اپنے لئے اور اپنی جماعت یا اپنے بیوی بچوں کے لئے جو بھی صورت ہو۔ عذاب طلب کروں۔ پس یہ فیصلہ کا آسان طریق ہے۔ اور مولوی صاحب میں اگر ہمت ہے۔ تو وہ اسے اختیار کر کے فیصلہ کر لیں۔ مگر ہم جانتے ہیں۔ کہ بزدل ہمیشہ اتہام لگاتا ہے مگر مقابل پر نہیں آیا کرتا۔

مولوی محمد علی صاحب بزدل بھی ہیں اور جھوٹے بھی

وہ کبھی اپنے آپ کو اور اپنے بیوی بچوں کو اس مقام پر کھڑا نہ کریں گے بلکہ اس عظیم الشان جھوٹ بولنے کے بعد بزدلوں کی طرح بہانوں سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو جھوٹوں کی سزا سے بچانے کی کوشش کریں گے۔ وہ وقتی طور پر بے شک بچ جائیں۔ لیکن اگر وہ اس اتہام سے باز نہ آئیں گے۔ اور خدا تعالےٰ کی پھانسی سے بھی بھاگنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ تو ایک دن آئے گا۔ کہ خواہ وہ اس پھانسی سے بھاگیں۔ پھانسی خود ان کے پاس جائے گی۔ اور خدا تعالےٰ کی لعنت کذابوں کی طرح ان کا گلا گھونٹ کر رکھ دے گی۔ اور وہ بھی اور اس افتراء میں شرکت کرنے والا ان کا ہر ساتھی خدا کی چکی میں پیس دیا جائیگا۔ وہ اپنے افتراء کی لعنت کو اپنے بچوں میں اترتا ہوئے دیکھیں گے۔ اور کذابوں کی موت مرینگے۔

درخواست دعا

میں عرصہ تین ماہ سے سخت بیمار ہوں اب لاہور میں علاج کرا رہا ہوں۔ مرض ذیابیطس کی شکایت ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ صحت کیلئے دعا کریں۔
راقم عبد الحی خاں کاٹھ گڑھی ازلاہور

اطفال احمدیہ

قائدین اور زعمائے کرام کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سیدنا حضرت المصلح الموعود امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت ہر مجلس خدام الاحمدیہ میں اس کی شاخ کے طور پر مجلس اطفال احمدیہ کا قیام ضروری ہے۔ اگر کسی مجلس میں تاحال یہ شاخ قائم نہ ہو۔ تو اس کے قیام کا جلد از جلد انتظام کیا جائے۔

لائحہ عمل اور دیگر معلومات کے لئے شعبۂ اطفال کو لکھیئے ۔ خاکسار مشتاق احمد
مہتمم اطفال خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

بھینی شرقپور میں جماعت احمدیہ کا جلسہ

بھینی شرقپور میں جلسہ ۸ و ۹ جولائی ۱۹۴۴ء قرار پایا ہے۔ یہ مقام مخالفت کا سنٹر ہے اس لئے ارد گرد کی جماعتوں کے کثرت سے آدمی جلسہ میں شامل ہوں۔ کھانے کا انتظام ہو گا۔
عبد المجید امیر جماعت احمدیہ بھینی شرقپور

خادم صاحب کی علالت

گجرات ۳ جولائی بذریعہ ڈاک کل کم از کم ٹمپریچر ۹۸.۲ اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۰.۴ تھا۔ پریشانی بڑھتی جا رہی ہے۔ کمزوری اور نقاہت بیحد ہو گئی ہے۔ دعاؤں کی خاص ضرورت ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ براہ کرم درد دل سے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے جلد شفائے کامل عطا فرمائے۔
(خاکسار ملک برکت علی)

دعائے مغفرت

میری والدہ اہلیہ منشی کریم بخش صاحب ۲ جولائی فوت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کا جنازہ نئی دہلی کے بھائیوں نے پڑھا۔ مرحومہ موصی تھیں مگر فی الحال نئی دہلی کے ہارڈنگ ایونیو والے قبرستان میں

دس سال تک متواتر قربانی کرنیوالوں کو ان کا دس سالہ حساب بھیجا جا رہا ہے

بفضل خدا "تحریک جدید" کے ان مجاہدوں کے نام جن کا نہ صرف "چندہ تحریک جدید" سال دہم اب تک مرکز میں وصول ہو چکا ہے۔ بلکہ اس کے پورے کے پورے دس سال ہی وصول ہیں۔ جماعت قادیان کے سوا اس اخبار کے ساتھ ہی ایک مطبوعہ چٹھی پر ان کا دس سالہ حساب ارسال کیا جا رہا ہے۔ جو انشاء اللہ آپ کو اس نوٹ کے ساتھ مل جائیگا۔ پس آپ اپنے حساب کو بغور ملاحظہ فرماویں۔ اور پھر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد ذیل کو بھی اپنے ذہن میں مستحضر کریں۔ فرمایا:-

"ہماری جماعت میں بعض ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔ جن کی آمد سوا یا ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار ہے مگر انہوں نے پہلے سال کا پانچ روپیہ چندہ دے دیا ہے۔ دوسرے سال انہوں نے پانچ روپیہ ایک آنہ دے دیا۔ تیسرے سال پانچ روپیہ دو آنہ دیدیئے۔ اور چوتھے سال پانچ روپیہ تین آنہ دیدیئے ہیں۔ اب بظاہر تو وہ بھی سابقون میں ہی ہیں۔ اور دسویں سال پانچ روپیہ نو آنہ چندہ دیکر وہ سابقون کی ظاہری لسٹ میں شامل ہو جائینگے۔ جو ہم تیار کریں گے۔ مگر اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ کہ ان کی قربانی کی کیا حقیقت ہے۔ یہ لوگ بظاہر بڑھا کر چندہ دینے والے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بڑھا کر چندہ دینے والے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ اپنی سالانہ آمد کا ایک فی صدی چندہ میں دیتے ہیں۔ جو ایک نہایت ہی ادنیٰ قربانی ہے۔ (پس آپ بھی اپنے دس سالہ حساب اور اپنی ماہواری آمد کا نقشہ اپنے سامنے رکھیں۔ پھر تقویٰ کے ساتھ فیصلہ کریں۔ کہ کیا آپ کی قربانی اللہ تعالیٰ کے حضور حقیقی قربانی کہلا سکتی ہے۔ اگر نہیں تو آپ کے واسطے ابھی موقع ہے۔ کہ اپنے چندہ میں مزید اضافہ کر کے اسے حقیقی قربانی والا بنا لیں۔ فنانشل سکریٹری) پس میں ان کو ان کے تقویٰ کی طرف توجہ دلاتا ہوں وہ سوچیں۔ کہ کیا خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بھی وہ اعلیٰ درجہ کی قربانی کرنے والوں میں شامل ہیں؟"

اپنی استطاعت سے کم دیکر بڑھاتے جانے والوں کی غلط فہمی

درحقیقت وہی لوگ قربانی کرنے والے ہیں۔ جو قربانی کے بوجھ کو محسوس کریں۔ لیکن اگر کوئی شخص سوا یا ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار آمد رکھتا ہے۔ اور وہ پانچ روپیہ خدا تعالےٰ کے راستہ میں دیدے۔ تو کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس نے ایسی قربانی کی ہے۔ جس کے بوجھ کو اس نے محسوس کیا ہے۔ اس کے معنی تو یہ ہیں۔ کہ وہ سوا یا ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار لیکر سات آنہ ماہوار کی قربانی کرتا ہے۔ حالانکہ اس سے زیادہ وہ اپنی چوڑھی کو دے دیتا ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ خدا تعالیٰ کے سامنے وہ چیز پیش کرتا ہے۔ جو اس کا چوڑھا بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ وہ خدا تعالیٰ کے سامنے وہ چیز پیش کرتا ہے۔ جو اس کا دھوبی بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی وہ سمجھتا ہے۔ کہ اس کا نام خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں ان لوگوں میں لکھا ہونا چاہیئے جنہوں نے اس کا قرب حاصل کیا۔ اور جن پر اسکے غیر معمولی فضل نازل ہوں گے۔ پس یہ ایک بڑی بھاری غلطی ہے۔ جو بعض دوستوں کو لگی ہے۔ کہ انہوں نے پہلے سال کا چندہ اپنی استطاعت سے کم دیکر اسے بڑھانا شروع کر دیا۔

رعایت انکو جو اپنی ساری پونجی دے چکے یا حیثیت سے بڑھکر قربانی کر چکے

حالانکہ یہ رعایت صرف ان لوگوں کے لئے تھی۔ جنہوں نے پہلے تین سال ہی بہت زیادہ چندہ دیدیا تھا۔ اور اب ان کے لئے اسی نسبت سے مسلسل دس سال قربانی کرتے چلے جانا مشکل تھا پس ایسے لوگ جنہوں نے اپنی تمام کی تمام پونجی پہلے سال یا ابتدائی تین سالوں میں دیدی تھی۔ یا وہ لوگ جنہوں نے اپنی حیثیت سے بڑھکر چندہ دیدیا تھا۔ انکو آئندہ اس تحریک میں شامل رکھنے کے لئے ضروری تھا۔ کہ ان سے رعایتیں کی جائیں۔ تاکہ وہ لوگ جنہوں نے قربانی کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا تھا۔ وہ اپنی مجبوری کی وجہ سے دوسروں سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ مگر اس سے ان لوگوں کا فائدہ اٹھا لینا جو اپنی حیثیت اور اپنی مالی وسعت کے مقابلہ میں بہت کم قربانی کر رہے ہیں۔ یہ انسانوں کی نگاہ میں تو بے شک اچھا بن جانے والی بات ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی نگاہ انہیں اچھا نہیں بنا سکتی (آپ اپنی دس سالہ قربانی کے نقشہ پر نظر کریں اگر آپ کا ایمان۔ آپ کا اخلاص۔ آپ کا تقویٰ اور آپ کا دل کہتا ہے۔ کہ میری یہ قربانی اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی کہلانے والی نہیں تو آپ کے واسطے ابھی موقع ہے۔ کہ اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت کے لئے ایسی قربانی کا نمونہ اپنے امام کے حضور پیش کریں۔ جو دوسروں سے آگے بڑھ جانے والا ہو۔ نہ کہ پیچھے رہنے والا۔ فنانشل سیکرٹری) جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اس چندہ میں حصہ لینے والے وہ لوگ بھی تھے۔ جنہوں نے ایک سال میں دو دو ماہ کی آمد دیدی تھی۔ اسی طرح اس میں ایسے لوگ بھی شامل تھے۔ جنہوں نے اپنا سارا اندوختہ دے دیا تھا۔ ان لوگوں کے ساتھ میں نے یہ رعایت کر دی تھی۔ کہ چونکہ وہ اپنا سارا اندوختہ دے چکے ہیں۔ یا اپنی حیثیت سے بہت بڑھ کر قربانی کر چکے ہیں۔ اسلئے ان کے چندوں کو یا تو باقی سالوں میں پھیلا لیا جائے۔ (یعنی پہلے دوسرے تیسرے سال میں ان کے چندہ کو پھیلا لیا جائے۔ بشرطیکہ کسی نے اپنی مالی وسعت اور طاقت سے بڑھ کر راہ خدا میں قربانی کی ہو۔ فنانشل سیکرٹری) یا پھر پہلے سال انہوں نے جس قدر چندہ دیا تھا۔ اسی قدر چوتھے سال دیدیں۔ اور پھر ہر سال اس پر زیادتی کرتے چلے جائیں۔ مگر ان کے علاوہ ہماری جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو اپنی ایک ماہ کی آمد سے زیادہ چندہ دیتے ہیں۔ بلکہ ایسے بھی ہیں جو قریباً دو ماہ کی آمد کے برابر چندہ دیتے ہیں"۔ آپ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کو بغور پڑھ کر اپنے دس سالہ حساب کو دیکھیں

پہلے تین سالوں میں اضافہ لازمی شرط ہے

(۱) آپ یہ نوٹ یاد رکھیں۔ کہ پہلے تین سالوں میں یعنی سال اول۔ دوم اور سوم میں ہر سال پہلے سے اضافہ ہو۔ پہلے سال سے زیادہ دوسرے سال اور دوسرے سال سے زیادہ تیسرے سال ہو۔ مثلاً پہلے سال ۳۰ دوسرے سال ۳۱ اور تیسرے سال ۳۲ ہوں۔ ان تین سالوں میں یہی قاعدہ اور اصول تھا۔ اگر آپ کا حساب کسی غلط فہمی کی بنا پر اس کے مطابق نہیں۔ تو اب آپ اپنی کمی کا ازالہ کر لیں۔ اور پہلے سال سے زیادہ دوسرے سال اور دوسرے سال سے زیادہ تیسرے سال میں کر لیں۔ اگر آپ اس مثال کے مطابق ہر سال پہلے سال سے اضافہ پہلے سہ سال میں نہ کریں۔ تو آپ سابقون میں نہیں آ سکتے۔ کیونکہ ان تین سالوں میں شرط ہے۔ کہ ہر سال پہلے سال سے زیادہ ہو۔ اگر کوئی نہ کرے تو وہ سابقون میں نہ رہا (۲) اگر آپ نے پہلے تین سال میں اپنا سارا اندوختہ دیدیا یا مالی وسعت سے بڑھکر قربانی کی ہے۔ تو آپ اگر چوتھے سال میں پہلے سال کے برابر دیکر آئندہ اضافہ کرتے آ رہے ہیں۔ تو آپ سابقون کے گروہ میں ہیں۔ کیونکہ چوتھے سال کی کمی دی ہوئی رعایت اور قانون کے مطابق ہے۔ مثلاً پہلے سال دیا ۳۰۰ دوسرے سال ۳۵۰ تیسرے سال ۴۰۰ دیا۔ جو آپ کی مالی وسعت سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ اب اگر آپ چوتھے سال میں پہلے سال کے تین سو دیکر آئندہ پانچویں چھٹے۔ ساتویں۔ آٹھویں۔ نویں اور دسویں سال میں اضافہ کرتے گئے ہیں۔ خواہ اضافہ قلیل ترین ہی ہو۔ تو آپ سابقون میں ہیں۔ مگر اپنی مالی وسعت سے پہلے تین سال میں زیادہ قربانی کرنیوالے ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے چوتھے سال میں پہلے سال کے برابر یا کچھ زیادہ دیکر مگر سال سوم سے کم دینا شروع کیا پھر اسے دس سال تک بڑھاتے چلے گئے۔ دسویں سال انہوں نے جہاں نمایاں اضافہ کیا۔ وہاں ان کے ایمان اخلاص اور تقویٰ نے برداشت نہ کیا۔ کہ وہ ہر سال پہلے سال سے اضافہ کرنیوالوں میں نہ آئیں۔ پس انہوں نے چوتھے سال سے دسویں سال تک اس طرح اضافہ کیا۔ کہ اب ان کا چندہ ہر سال پہلے سال سے اضافہ کے ساتھ ہو گیا۔ اسکی دو مثالیں آپکے پیش کی جاتی ہیں (۱) حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے پہلے دس سال کا چندہ یوں ادا کیا۔ ۳۰۰ - ۴۰۰ - ۸۰ - ۳۱۲ - ۳۱۵ - ۳۱۸ - ۳۲۱ - ۳۲۴ - ۳۳۰ - ۵۰۰ مگر جب آپکو معلوم ہوا۔ کہ سابقون اولون کا ایک گروہ وہ بھی ہے۔ جو باوجود پہلے تین سال میں زیادہ اضافہ کرنے کے چوتھے سال میں بھی کمی نہیں کرتا۔ بلکہ تیسرے سال پر اضافہ کرتا چلا جا رہا ہے جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اپنا دس سالہ حساب ہے۔ جو اس طرح ہے۔ ۷۲۰ - ۱۰۳۴ - ۱۲۴۰ - ۲۰۰۰ - ۲۰۸۸ - ۲۲۶۲ - ۲۳۴۶ - ۲۶۱۰ - ۲۴۸۴ - ۲۷۸۸ - ۱۰۰۰۰ - تو آپکے اخلاص اور تقویٰ اللہ نے مجبور کیا۔ کہ آپ بھی اس گروہ میں آنے کیلئے سال چہارم سے سال نہم تک اضافہ کریں چنانچہ آپ نے اپنا دس سالہ حساب یوں کر لیا۔ ۳۰۰ - ۴۰۰ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۹۰ - ۵۰۰ - اس طرح آپکو ۹۸۵ کی رقم ادا کرنا پڑی۔ پس اگر آپکا اخلاص کہتا ہے۔ کہ ہر سال پہلے سال سے اضافہ کرنیوالے گروہ میں آنا ہے۔ جس میں حضرت اقدس ہیں۔ اگرچہ آپ نے پہلے تین سالوں میں بھی نمایاں اور غیر معمولی قربانی کی ہو۔ اور آپ نے چوتھے سال میں پہلے سال کے برابر دیکر بڑھایا ہو۔ مگر آپ کا ایمان آگے بڑھنے کے لئے کہے۔ اور اپنے امام کی یہ مثال آپ کے دل میں شدید امنگ اور خواہش پیدا کرے۔ تو آپ اب بھی ہر سال پہلے سال سے اضافہ والا حساب گذشتہ سالوں کی رقم ادا کر کے کر سکتے ہیں۔ (ب) اس سلسلہ میں دوسری مثال جناب مرزا عزیز احمد صاحب کی ہے۔ جنہوں نے پہلے یوں ادا کیا تھا۔ ۳۱۰ - ۶۰۰ - ۴۲۵ - ۳۱۰ - ۳۸۵ - ۴۰۸ - ۴۱۵ - ۴۲۰ - ۵۷۵ - ۶۰۹ - ظاہر ہے کہ یہ قربانی بھی شاندار قربانی ہے۔ مگر مومن کا دل اللہ تعالیٰ کی راہ میں سیر نہیں ہوتا جب تک اپنے اوپر غیر معمولی اور نمایاں بوجھ ڈال کر نفس کو مجبور نہ کرے۔ پس آپ نے اپنے امام پاک کے اسوۂ پاک سے سبق لیا۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر سال پہلے سال سے زیادہ اضافہ کرنیوالے گروہ میں آؤں۔ آپ نے اسی سال میں اپنی محترمہ والدہ صاحبہ مرحومہ کو بھی دس سالہ قربانی میں شامل کر کے گذشتہ سالوں کے ۱۲۱۹ اور ۶۰۹ سال دہم کے کل ۱۸۲۸ روپے داخل فرمائے۔ اور دس سالہ حساب یوں بن گیا۔ ۶۰۰ - ۶۷۵ - ۹۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۷ - ۶۰۹ - پس آپ جو اپنا حساب پڑھ رہے ہیں۔ آپ کو بھی حرض المومنین علی القتال جہاد کے لئے مومنوں کو ترغیب و تحریص دو کے حکم کی تعمیل میں تحریک کرتے ہیں۔ کہ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے۔ اور آپ کے دل کی شدید خواہش ہو۔ تو ہر سال پہلے سال سے اضافہ والی اوپر کی مثالوں کی طرح اپنا حساب کر لیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو اسکی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ اس گروہ میں شامل کر دے۔ جو سابقون اولون کا وہ گروہ ہے۔ جو ہر سال پہلے سال سے اضافہ کرتا چلا جا رہا ہے۔

خدمت دین کے مواقع بار بار نہیں میسر آیا کرتے

(۴) وہ احباب جنہوں نے پہلے تین سال میں اضافہ کرنے کے بعد چوتھے سال میں پہلے سال کے برابر دیا۔ مگر انہوں نے پانچویں سال سے دسویں سال تک ہر سال اضافہ کرنے کی بجائے کسی سال میں کمی کی ہے تو وہ بھی اب اس کمی کا ازالہ کر لیں۔ مثلاً پہلے سال ۱۰ دوسرے سال ۱۲ تیسرے سال ۱۵ دیئے۔ اور پھر چوتھے سال پہلے سال کے ۱۰ کے برابر دینا شروع کیا۔ لیکن چھٹے ساتویں آٹھویں نویں دسویں سالوں میں سے کسی سال میں ۱۵ پر اضافہ کی

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لاہور ۵ جولائی۔ پنجاب گورنمنٹ کے گزٹ کی غیر معمولی اشاعت میں اعلان کیا گیا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے گندم اور گندم کے آٹا کے کنٹرول نرخوں پر نظر ثانی کر کے صوبہ کے مختلف مقامات کے لئے نئے نرخ مقرر کر دئے ہیں۔ مثلاً لاہور ۸-۱۰، امرتسر ۸-۱۰ روپے اور راولپنڈی ۹-۱۰ روپے۔ سیالکوٹ۔ گجرات اور گورداسپور ۳-۱۰، ۸-۹ روپے سے کم نرخ کسی جگہ نہیں رکھا گیا۔

لنڈن ۵ جولائی۔ پارلیمنٹ کے آئندہ اجلاس میں گاندھی جی کو ملنے سے وائسرائے کے انکار کے متعلق کئی ممبر سوال دریافت کریں گے۔ کامن ویلتھ پارٹی کی طرف سے بحث کا مطالبہ بھی کیا جائے گا۔

جالندھر ۵ جولائی۔ ایک عورت کے دو لڑکے حال ہی میں آسام سے چار سال کے بعد واپس آئے تھے۔ اس نے انہیں کھانے کے ساتھ مربہ دیا۔ جب وہ اگلے روز صبح اٹھی تو دونوں لڑکے مردہ پائے۔ پولیس نے آکر دیکھا کہ مربہ کے ڈبہ میں ایک سانپ مرا پڑا ہے۔

لنڈن ۵ جولائی۔ امریکہ کے وزیر جنگ مسٹر سمسن ہوائی جہاز کے ذریعہ اٹلی پہنچ گئے ہیں۔ آپ اتحادی جرنیلوں کی کانفرنس منعقد کریں گے۔

لنڈن ۵ جولائی۔ جرمنوں نے پولینڈ کی دارالسلطنت وارسا کے ارد گرد قلعہ بندیاں شروع کر دی ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ روسی فوجوں کی یلغار کو روکا جا سکے۔ اور پولینڈ کے لوگوں کی بغاوت کا سد باب کیا جا سکے۔

لاہور ۵ جولائی۔ یکم جولائی کو ختم ہونیوالے ہفتے میں لاہور میں ٹائیفائڈ کے تین سو کیس ہوئے۔ جن میں سے چودہ مہلک ثابت ہوئے شہر میں پانی کے ذخیروں میں دوائی ڈالی جا رہی ہے۔ اور ٹیکے لگائے جا رہے ہیں۔

لنڈن ۵ جولائی۔ موجودہ مالی سال کی پہلی ششماہی میں برطانیہ کی کل آمدنی صرف انکم ٹیکس اور سپر ٹیکس سے ۹۰ کروڑ پونڈ سے زیادہ ہے۔ پچھلے سال کی نسبت اس رقم میں چھ کروڑ کا اضافہ ہے۔

زیورچ ۵ جولائی۔ میونک سے آمدہ ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے کہ شہر میں ہڑتالیں اور فسادات ہو رہے ہیں۔ اور شہر میں محاصرہ کی سی صورت حالات کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

لنڈن ۵ جولائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ روسی حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہٹلر نے اپنے جرنیلوں سے مشورہ کے بعد فیصلہ کیا ہے۔ کہ جرمن فوجیں مشرقی محاذ سے پسپا ہو کر جرمنی کی اصل مشرقی سرحد تک آجائیں۔ منسک میں جرمنوں کو جو شکست ہوئی ہے۔ اس کے پیش نظر جرمن فوجیں عنقریب وارسا تک ہٹ آنے والی ہیں۔ ایک خبر یہ بھی ہے۔ کہ اگر جرمنوں نے مشرقی پولینڈ کو خالی کر دیا۔ تو روسی فوجیں شمال کی طرف بڑھ کر پہلے لتھونیا پر قبضہ کر لیں گی۔ تاکہ فن لینڈ اور جرمنی کو درمیان سے کاٹ دیا جائے۔

کانڈی ۵ جولائی۔ اکھرول پر قبضہ کرنے سے ہندوستان پر حملہ کرنے کے جاپانی منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے ہیں۔

لنڈن ۵ جولائی۔ سوراج ہاؤس کی ایگزیکٹو کمیٹی نے ایک بیان میں لارڈ ویول پر نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حکومت ہند نے یہ واضح کر دیا ہے کہ وہ سچائی سے ڈرتی ہے۔ بیان کی کاپیاں تمام اتحادی حکومتوں کے نمائندوں کو بھیجی گئی ہیں۔

لنڈن ۵ جولائی۔ نارمنڈی میں کان کے مغرب میں کینیڈین فوج کارپیکے کے گاؤں میں جمی ہوئی ہیں۔ جس پر کل قبضہ کیا گیا تھا۔ اس گاؤں سے تین سو گز جنوب کی طرف ہوائی میدان ہے۔ جس پر کینیڈین فوج قبضہ کر چکی ہے۔ اس علاقہ میں بڑے زور کی لڑائی ہو رہی ہے۔ شیربورگ کے نچلے حصہ میں امریکن دستے مغرب۔ شمال مغرب اور شمال مشرق سے دشمن کے ایک رسد اور کمک کے اہم مرکز کے بالکل قریب پہونچ چکے ہیں۔ اس علاقہ میں جرمنوں نے ایک پہاڑی پر بڑے زور کا جوابی حملہ کیا۔ مگر اسے روک لیا گیا۔ کرنٹاں کے جنوب مغرب میں امریکن دستے برابر بڑھ رہے ہیں۔

لنڈن ۵ جولائی۔ اٹلی میں اتحادی فوجیں برابر بڑھ رہی ہیں۔ آٹھویں فوج کے دستے اریزو سے صرف پانچ میل دور ہیں۔ جو رسد اور کمک کے راستوں کا اہم مرکز ہے۔

واشنگٹن ۵ جولائی۔ جو امریکن دستے چند روز ہوئے سائپان کے جزیرہ پر اترے تھے۔ وہ اس کے صدر مقام گیلاپان پر قبضہ کر چکے ہیں۔ اسکے علاوہ ایک اور شہر بھی انہوں نے دشمن سے چھین لیا ہے۔ امریکن طیاروں نے جزیرہ ریوجیما میں جو ٹوکیو سے ۷½ سو میل پر ہے۔ سخت حملہ کیا۔ دشمن کے ۵۵ جہاز ہوا میں اور سولہ زمین پر برباد کر دئے گئے تین ڈسٹرائر اور ۲ دوسرے جہاز بھی ڈبو دئے گئے۔ نمفور کے جزیرہ میں جو امریکن دستے اترے تھے۔ وہ ایک ہوائی میدان پر قبضہ کر کے وہاں مضبوط مورچے بنا چکے ہیں۔ اور اب ٹینکوں کی مدد سے آگے بڑھ رہے ہیں۔

لنڈن ۵ جولائی۔ آج جنوبی انگلستان پر جرمنوں کے اڑنیوالے بموں کا پھر حملہ ہوا۔ مسٹر ایڈن نے دارالعوام میں اعلان کیا۔ کہ مسٹر چرچل بدھ کے روز جرمنوں کے اڑنے والے بموں کے متعلق ایک بیان دیں گے۔

لنڈن ۴ جولائی۔ ٹوکیو ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ چیچی کیما (جزایرہ بونین) اور ویوما (جزائر دو یکنو) پر اتحادی طیارے خوفناک بمباری کر رہے ہیں۔ یہ دونوں مقامات جاپان کے اندرونی دفاعی منطقہ میں ہیں۔ ان حملوں سے جاپان کے دفاعی استحکامات کو خطرہ در پیش ہے۔

دہلی ۵ جولائی۔ جنگ کے دوران میں اور اس کے بعد صنعتوں اور پراپیگنڈا مشینری پر کنٹرول کے لئے برلا۔ ڈالمیا۔ اور ٹاٹا میں دوڑ لگی ہوئی ہے۔ برلا برادرز نے گذشتہ چار ماہ میں کم و بیش ایک درجن اخباروں پر کنٹرول کر لیا ہے۔ ٹاٹا والوں کی توجہ اخبارات کی بجائے صنعتوں پر ہے۔ کشمیر کی تقریباً تمام صنعتوں کے لئے انہیں اجارہ مل گیا ہے۔ اب وہ پنجاب کی طرف توجہ دے رہے ہیں۔ برلا برادرز نے جنوبی ہند میں لگ بھگ دس کروڑ کے سرمایہ سے نئے کارخانے جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کشمیر میں اربوں پونڈ نیلم کے ذخیرے ہیں۔ اس کے لئے بھی جد وجہد شروع ہونے والی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ جنگ کے بعد قائم ہونے والے کارخانوں کے لئے ابھی سے مشینری کے آرڈر دیئے جا رہے ہیں۔ اور اس مقصد کیلئے پچاس ارب سے زائد روپیہ صرف کیا جائیگا۔

ماسکو ۵ جولائی۔ مارشل سٹالین نے اعلان کیا ہے۔ کہ جن روسی فوجوں نے پولاسک پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اس سے آگے بڑھ کر ایک اور مقام پر قابض ہو گئی ہیں۔ سفید روس میں جرمن سپاہیوں کے حوصلے بالکل ٹوٹ گئے ہیں۔ درجنوں جرمن ڈویژن سامان چھوڑ کر ادھر ادھر بھٹک رہے ہیں۔ جنہیں روسی نشانہ بنا رہے ہیں۔ سٹالین گراڈ کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ سفید روس کی سڑکوں پر اتنی ذلت کے ساتھ جرمن سپاہی ہتھیار ڈال رہے ہیں۔ بڑے بڑے راستوں پر روسی افسر کھڑے ہیں۔ جو پتے لکھ کر بھگوڑے جرمنوں کو دیتے جاتے ہیں کہ فلاں جگہ قیدی اکٹھے ہوں۔

ماسکو ۵ جولائی۔ کل رات جرمن نیوز ایجنسی نے مان لیا ہے۔ کہ بہت سی جرمن فوجیں روسیوں کے گھیرے میں آگئی ہیں۔

دہلی ۵ جولائی۔ کل رات دہلی اور اس کے گرد و نواح میں امریکنوں نے اپنی آزادی کا دن منایا۔

لنڈن ۵ جولائی۔ نارمنڈی میں اتحادی فوجیں دشمن کی صفوں میں دور دور تک گھس گئی ہیں۔

چنگنگ ۵ جولائی۔ کل جاپانیوں کے ایک دستے نے مچینا کے بڑے ہوائی اڈے پر حملہ کیا۔ مگر چینی فوجوں نے انہیں پسپا کر دیا۔ اور بہت سے جاپانیوں کو ہلاک کر ڈالا +